QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ایڈورڈ سعید اور مابعد نو آبادیاتی فکر: ”اورینٹلزم“ کا تنقیدی مطالعہ

Edward Said and Postcolonial Thought: A Critical Study of Orientalism

1. Sumaira Bashir
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.
Email: sumairabashir322@gmail.com
2. Dr. Irfan Jafar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan.
Email: i.z03035040887@gmail.com

Abstract

Edward Said is widely recognized as one of the most influential intellectuals, literary critics, and founding figures of postcolonial theory in the twentieth century. His seminal work Orientalism *(1978) marked a major intellectual turning point in Western academic discourse by critically examining the ways in which the "Orient" was represented in Western scholarship. Said argued that Orientalist studies were not purely objective academic pursuits but were deeply embedded within political, cultural, and ideological frameworks that served colonial interests. According to him, Western representations of the East, particularly the Islamic world, often constructed distorted images of "otherness," portraying it as backward, inferior, and static. This study explores Edward Said's intellectual contribution within the broader context of postcolonial theory and highlights his critique of Western academic traditions. It also examines his biography, academic career, and major works to understand the development of his thought. Special focus is given to* Orientalism *as a groundbreaking text that reshaped debates on culture, power, and knowledge production in modern academia. Furthermore, the article analyzes how Said's ideas challenged conventional Orientalist approaches and opened new avenues for rethinking East–West relations. His work not only influenced literary and cultural studies but also had a profound impact on political discourse and postcolonial identity formation. The study concludes that Edward Said's* Orientalism *remains a foundational text for understanding the relationship between knowledge and power in colonial and postcolonial contexts.*

Keywords: *Edward Said, Orientalism, Postcolonial Theory, Western Scholarship, Colonial Discourse*

تعارف

بیسویں صدی کے ممتاز مفکر، ادیب، نقاد اور مابعد نو آبادیاتی نظریات کے اہم بانیوں میں ایڈورڈ سعید کا نام نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ انہوں نے اپنی فکری و علمی کاوشوں کے ذریعے مغرب کے اس استعماری ذہن کو بے نقاب کیا جو مشرق کو ہمیشہ ایک کمتر، پسماندہ اور غیر مہذب خطے کے طور پر پیش کرتا رہا۔ ان کی شہرۂ آفاق تصنیف *Orientalism* نے نہ صرف ادبی اور تہذیبی مباحث میں انقلاب برپا کیا بلکہ "شرق شناسی" کے پورے تصور کو ایک نئے زاویۂ نگاہ سے متعارف کروایا۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ 1978ء میں شائع ہوئی اور بعد ازاں دنیا کی مختلف زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔ اردو زبان میں اس کا ترجمہ "شرق شناسی" کے نام سے کیا گیا۔ ایڈورڈ سعید نے واضح کیا کہ مستشرقین کا علم حقیقت پر مبنی نہیں بلکہ ایک "متعصبانہ بیانیہ (Discourse)" ہے جو مغرب کے سیاسی مفادات کی حفاظت کرتا ہے۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ایڈورڈ سعید 1935ء میں فلسطین کے شہر یروشلم میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قاہرہ میں حاصل کی جبکہ اعلیٰ تعلیم امریکہ سے مکمل کی۔ انہوں نے 1964ء میں فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور بعد ازاں کولمبیا یونیورسٹی میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ ان کی پوری زندگی مشرق و مغرب کے فکری تصادم اور فلسطینی عوام کے حقوق کے لیے جدوجہد میں گزری۔ وہ ایک ایسے دانشور تھے جنہوں نے علمی میدان میں مغربی استعمار کے فکری ہتھیاروں کو چیلنج کیا۔

بریٹینیکا میں ایڈورڈ سعید کا تعارف ان الفاظ میں پیش کیا گیا ہے:

"Edward Said, in full Edward Wadie Said, sometimes Edward William Said (born November 1, 1935, Jerusalem—died September 25, 2003, New York, New York, U.S.), Palestinian American academic, political activist, and literary critic who examined literature in light of social and cultural politics and was an outspoken proponent of the political rights of the Palestinian people and the creation of an independent Palestinian state."[1]

ایڈورڈ سعید نے دو سو سے زائد جامعات میں مختلف موضوعات پر لیکچرز دیے۔ ادب، ثقافت، سیاست اور موسیقی ان کے خصوصی میدانِ دلچسپی تھے۔ ان کی تصانیف کی تعداد تقریباً بیس ہے جن میں چند اہم کتابیں درج ذیل ہیں:

- *Joseph Conrad and the Fiction of Autobiography* (1960)
- *Beginnings: Intention and Method* (1974)
- *Orientalism* (1978)
- *The Politics of Dispossession* (1981)
- *The World, the Text, and the Critic* (1983)
- *Nationalism, Colonialism, and Literature* (1988)
- *Musical Elaborations* (1991)
- *Culture and Imperialism* (1993)
- *Out of Place* (1999)
- *Representations of the Intellectual* (1994)
- *Reflections on Exile* (2001)
- *Humanism and Democratic Criticism* (2004)
- *On Late Style* (2006)

ان کی تمام تصانیف میں *Orientalism* کو سب سے زیادہ شہرت اور پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس کتاب کو بیسویں صدی کی طاقتور ترین علمی و تنقیدی کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس نے دنیا کی فکری سمتوں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ بریٹینیکا کے مطابق:

"In 1978 published Orientalism, his best-known work and one of the most influential scholarly books of the 20th century. In it Said examined Western scholarship of the 'Orient,' specifically of the Arab Islamic world … and argued that early scholarship by Westerners in that region was biased and projected a false and stereotyped vision of 'otherness' on the Islamic world that facilitated and supported Western colonial policy."[2]

1 Encyclopaedia Britannica, "Edward Said."

2 Encyclopaedia Britannica, "Orientalism."

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اور ینٹلزم کا مفہوم

ایڈورڈ سعید کے مطابق "اور ینٹلزم" محض مشرقی علوم کا مطالعہ نہیں بلکہ ایک ایسا فکری، سیاسی اور تہذیبی نظام ہے جس کے ذریعے مغرب نے مشرق کو سمجھنے، بیان کرنے اور اس پر حکمرانی کرنے کی کوشش کی۔ ان کے نزدیک:

"شرق شناسی ایک ایسا مربوط نظام ہے جس کے ذریعے مشرق کے بارے میں علم کو مغربی شعور میں منتقل کیا جاتا ہے۔[3]

سعید کے مطابق مغرب نے مشرق کو ہمیشہ ایک "دوسرے (Other)" کے طور پر پیش کیا؛ یعنی ایسا خطہ جو مغرب سے مختلف، غیر ترقی یافتہ، جذباتی، غیر منطقی اور تہذیبی اعتبار سے کم تر ہے۔ اس کے برعکس مغرب خود کو ترقی یافتہ، مہذب، عقلی اور برتر تصور کرتا رہا۔ وہ لکھتے ہیں:

"شرق شناسی، مشرق پر مغرب کی حکمرانی اور اختیار رکھنے کے لیے اختیار کردہ ایک تشکیل ہے۔"[4]

اسی طرح انہوں نے شرق شناسی کی جامع تعریف ان الفاظ میں کی:

"شرق شناسی کوئی ہوائی چیز یا مشرق کے بارے میں یورپی تخیل کا کرشمہ نہیں ہے، بلکہ یہ نظریاتی اور مستقل کام ہے جس کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت شروع کیا گیا ہے اور جس میں نسل در نسل سرمایہ کاری کی گئی ہے۔[5]

کتاب کی ساخت اور ابواب

ایڈورڈ سعید نے اپنی کتاب کو تین بنیادی ابواب میں تقسیم کیا:

- شرق شناسی کی وسعت (*The Scope of Orientalism*)
- شرق شناسی: تشکیلات اور جدید تشکیلات (*Orientalist Structures and Restructures*)
- عصر حاضر میں شرق شناسی (*Orientalism Now*)

پہلے باب میں انہوں نے مغرب اور مشرق کے تاریخی تعلقات کا جائزہ لیا اور یہ واضح کیا کہ مغرب نے علمی و فکری ذرائع کے ذریعے مشرق پر اپنی برتری قائم کی۔ دوسرے باب میں شرق شناسی کے فکری ڈھانچے، اس کی تشکیل اور استعماری عزائم کو بیان کیا گیا۔ تیسرے باب میں جدید دور میں شرق شناسی کے اثرات اور امریکی و یورپی پالیسیوں پر اس کے اثرات کا تجزیہ پیش کیا گیا۔

علم اور طاقت کا باہمی تعلق

ایڈورڈ سعید کا بنیادی استدلال یہ ہے کہ علم کبھی غیر جانبدار نہیں ہوتا بلکہ طاقت کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ مغرب نے مشرق کے متعلق جو علمی سرمایہ تیار کیا، اس کا مقصد صرف تحقیق نہیں بلکہ سیاسی غلبہ قائم کرنا تھا۔ سعید کے مطابق:

"مشرق کے بارے میں علم چونکہ طاقت کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوا، اس لیے مغرب ایک معنی میں مشرقی انسان اور اس کی دنیا کی تخلیق کرتا ہے۔"[6]

انہوں نے آرتھر بالفور اور لارڈ کرومر کی مثالیں دیتے ہوئے واضح کیا کہ استعماری قوتیں مشرق کو ایک غیر مہذب اور کمزور خطے کے طور پر پیش کرتی تھیں تاکہ اس پر حکمرانی کو جائز ثابت کیا جاسکے۔ بالفور کی تقاریر اور کرومر کی کتاب *Modern Egypt* اس ذہنیت کی واضح مثالیں ہیں۔

---

3 سعید، ایڈورڈ، اور ینٹلزم (شرق شناسی)، مترجم: محمد عباس، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 2005ء، ص 7

4 سعید، ایڈورڈ، اور ینٹلزم، ص 4

5 سعید، ایڈورڈ، اور ینٹلزم، ص 7

6 سعید، ایڈورڈ، اور ینٹلزم، ص 46

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

سعید لکھتے ہیں": مشرق کا آدمی غیر منطقی، گراپڑا، بچوں جیسا اور مختلف ہے جبکہ یورپ کا انسان منطقی، نیک، بالغ نظر اور متوازن ہے۔"[7]

یہی وہ فکری بنیاد تھی جس نے نوآبادیاتی نظام کو مضبوط کیا۔ مغرب نے صرف فوجی طاقت کے ذریعے نہیں بلکہ علمی و ثقافتی بیانیوں کے ذریعے بھی مشرق کو محکوم بنایا۔

مابعد نوآبادیاتی تنقید اور سعید

ایڈورڈ سعید کی یہ کتاب مابعد نوآبادیاتی تنقید (Postcolonial Criticism) کی بنیاد تصور کی جاتی ہے۔ انہوں نے مغربی مرکزیت (Eurocentrism) کو چیلنج کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ مغربی علمی روایت نے مشرق کی مسخ شدہ تصویر پیش کی ہے۔

انیس الرحمن کے مطابق:

"Postcolonial تنقید کی ابتدا باضابطہ طور پر سعید کی اس کتاب کے ساتھ ہوئی... یہ کتاب اس Colonial آئیڈیالوجی کو توڑنے کا اعلان ہے جس نے ماضی کی مسخ شدہ تصویر پیش کی ہے۔"[8]

اسی طرح پروفیسر فتح محمد ملک نے شرق شناسی کے اردو ترجمے کے پیش لفظ میں لکھا:

پروفیسر ایڈورڈ سعید مغربی علوم کی اس شاخ کو مغرب کی سامراجی توسیع پسندی کا آلہ کار قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں مغرب نے مشرق پر غلبہ حاصل کرنے اور اپنے اس غلبے کو دوام بخشنے کی خاطر یہ علم ایجاد کیا تھا۔[9]

فکری و تنقیدی جائزہ

ایڈورڈ سعید کی فکر نے علمی دنیا میں ایک نئی بحث کو جنم دیا۔ انہوں نے مغرب کے اس دعوے کو رد کیا کہ اس کا علم معروضی اور غیر جانبدار ہے۔ تاہم بعض ناقدین نے ان پر یہ اعتراض بھی کیا کہ انہوں نے تمام مغربی مستشرقین کو ایک ہی زاویے سے دیکھا اور مشرقی معاشروں کے داخلی مسائل کو کم اہمیت دی۔ اس کے باوجود یہ حقیقت ناقابلِ انکار ہے کہ سعید نے مغربی استعمار کے فکری ڈھانچے کو بے نقاب کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

ان کی فکر آج بھی عالمی سیاست، ذرائع ابلاغ، ادب اور ثقافتی مطالعات میں انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ خصوصاً اسلام اور مشرقِ وسطیٰ کے بارے میں مغربی میڈیا کے رویّے کو سمجھنے میں سعید کی تھیوری آج بھی مؤثر دکھائی دیتی ہے۔ "مستشرقیت" محض علمی روایت نہیں بلکہ طاقت، سیاست اور ثقافتی غلبے کا ایک منظم نظام تھا جس نے مشرق کی شناخت کو اپنے مفادات کے مطابق تشکیل دیا۔ ایڈورڈ سعید نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف *Orientalism* کے ذریعے اس استعماری بیانیے کو چیلنج کیا اور یہ واضح کیا کہ علم اور طاقت ایک دوسرے سے جدا نہیں۔ ان کی فکر نے نہ صرف مابعد نوآبادیاتی تنقید کو بنیاد فراہم کی بلکہ دنیا بھر کے محکوم معاشروں کو اپنی شناخت اور تاریخ کو نئے زاویے سے دیکھنے کا شعور بھی عطا کیا۔ آج کے دور میں بھی جب مشرق و مغرب کے تعلقات نئی صورتوں میں سامنے آ رہے ہیں، ایڈورڈ سعید کی فکر ایک اہم فکری حوالہ اور تنقیدی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

تصوراتی جغرافیہ اور مشرق کی نمائندگی

ایڈورڈ سعید نے ان سوالات کے جوابات "تصوراتی جغرافیہ اور اس کی نمائندگی" اور "مشرقیت کی تجسیم" کے مباحث میں دینے کی سعی کی ہے۔ اس کے لیے وہ شرق شناسی کی ابتدا کا سراغ لگاتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ عیسائی مغرب میں اس کا آغاز ویانا چرچ کونسل منعقدہ 1312ء کے فیصلے سے ہوا، جس کے مطابق پیرس، آکسفورڈ، بولونیہ، ایونان اور سلامانکا میں عربی، یونانی، عبرانی اور سریانی زبانوں کے شعبے قائم کیے گئے جن کا مقصد مشرقی علوم کا مطالعہ اور تدریس تھا۔

7 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص46-47

8 انیس الرحمن، "ایڈورڈ سعید کا حصہ"، مشمولہ: اردو ادب سہ ماہی، شمارہ 223، 2003ء

9 فتح محمد ملک، پیش لفظ، شرق شناسی، مترجم: محمد عباس، مقتدرہ قومی زبان، 2005ء

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

گویا شرق شناسی کا ایک اہم پہلو لسانی بھی تھا۔ اس کے علاوہ جغرافیائی، تمدنی اور نسلی عناصر بھی اس کی بنیاد میں شامل تھے۔ ایڈورڈ سعید نے مغرب کے مشرق سے متعلق تصورات کی وضاحت کے لیے دو یونانی ڈراموں The Persians اور Bacchae کی مثالیں پیش کی ہیں۔ ان ڈراموں میں یہ تصور ابھارا گیا کہ ایشیا دشمن ہے اور یورپ فاتح۔

ان ڈراموں کے حوالے سے سعید لکھتے ہیں:

"مشرق کے متعلق دکھائے گئے دونوں ڈراموں میں سامنے لائے گئے دو پہلوؤں نے...یورپی معروضی جغرافیہ کا تصور قائم کیا۔ دونوں برِاعظموں کے درمیان ایک لکیر کھینچی جاتی ہے۔ یورپ طاقتور اور واضح ہے جبکہ ایشیا مفتوح اور دھندلا دکھائی دیتا ہے۔ یہ یورپ ہی ہے جو مشرق کو واضح اور قابلِ فہم بناتا ہے اور ایسا کرنا اپنا فطری حق سمجھتا ہے۔"[10]

اس تناظر میں کہا جا سکتا ہے کہ صدیوں سے مشرق و مغرب کے درمیان یہی "پتلی تماشے" کا کھیل جاری ہے، جہاں مغرب اسٹیج کا ہدایت کار اور مشرق محض ایک کردار بن کر رہ جاتا ہے۔ ہر نیا بیانیہ مغرب کو طاقتور اور مشرق کو کمزور ثابت کرتا ہے۔

اسلام اور مغربی بیانیہ

ایڈورڈ سعید کے نزدیک مغرب نے مشرق کے متعلق سب سے زیادہ علم اسلام کے ذریعے حاصل کیا۔ اسلام چونکہ ایک غالب اور باوقار تہذیبی قوت کے طور پر ابھرا تھا، اس لیے مغرب نے اسے ہمیشہ خوف اور خطرے کی علامت کے طور پر دیکھا۔ صلیبی جنگوں نے مشرق کے بارے میں مواد تیار کرنے میں اہم کردار ادا کیا، جس سے بعد میں سفرنامے، تواریخ، فرضی قصے اور مناظرانہ تحریریں وجود میں آئیں۔

سعید لکھتے ہیں:

"یہ وہ عدسے ہیں جن کو لگا کر مشرق پر تجربات کیے جاتے ہیں اور انہی سے زبان، خیالات اور مشرق و مغرب کے درمیان مجادلات متشکل ہوتے ہیں۔"[11]

ان کے مطابق یورپ کے لیے اسلام ایک مستقل صدمے کی حیثیت رکھتا تھا۔[12] اسی لیے مغرب میں اسلام کی ایک منفی اور خوفناک تصویر پیش کی گئی۔ اس بیانیے میں حضرت محمد ﷺ کو بھی اجنبی اور متنازع شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا۔[13]

اس طرزِ فکر کی وضاحت کرتے ہوئے سعید لکھتے ہیں:

"ایسی زمرہ بندیاں اس بات کو لازمی قرار دیتی ہیں کہ ان کے متقابل بھی کوئی چیز یا شخصیت ہو...اور مشرق اور اسلام کے معاملے میں یہ متقابل مغرب یا یسوع ہے۔"[14]

استعمار، منصوبہ بندی اور شرق شناسی

ایڈورڈ سعید کے مطابق یورپ کی مشرق کی طرف پیش قدمی محض عسکری نہیں تھی بلکہ اس کے پیچھے ایک منظم فکری منصوبہ بندی کارفرما تھی۔ اس منصوبے کا مرکز اسلام اور ہندوستان تھے۔ ہندوستان کی دولت تک پہنچنے کے لیے اسلامی دنیا سے گزرنا ضروری تھا، اس لیے اسلام کو "خطرہ" بنا کر پیش کیا گیا۔

10 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص 71
11 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص 81
12 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص 71
13 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص 84
14 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص 84

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

سعید کے مطابق:

"یورپی عیسائیت کے لیے اسلام ایک عسکری دشمنی کا مظہر تھا... ان خوفناک نظریات کے خاتمے کے لیے ضروری تھا کہ مشرق کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے، پھر اس پر حملہ اور قبضہ ہو۔"[15]

اسی مقصد کے تحت مستشرقین، سپاہیوں اور مصنفین نے مشرقی زبانوں، تاریخوں، نسلوں اور تہذیبوں کا مطالعہ کیا تاکہ مشرق کے بارے میں رائے قائم کی جاسکے اور اس پر حکمرانی آسان ہو۔

سعید لکھتے ہیں:

"قدیم زبانوں، تواریخ، نسلوں اور تمدنوں کے سلسلے میں یہ کام مشرق کے بارے میں رائے قائم کرنا اور پھر اس پر حکمرانی کرنے کے لیے تھا۔[16]"

شرق شناسی اور لسانی تجربہ گاہ

ایڈورڈ سعید نے "ساسی اور رینان"، "منطقِ علم الانسان" اور "لسانی تجربہ گاہ" جیسے مباحث میں واضح کیا کہ کس طرح زبانوں کے مطالعے کو شرق شناسی میں بنیادی اہمیت حاصل رہی۔ ان کے مطابق لسانیات نے شرق شناسی کو تکنیکی بنیادیں فراہم کیں۔

سلوسٹر ڈی ساسی عربی، عبرانی اور سریانی زبانوں کا ماہر تھا۔ اس نے عربی زبان کے ذریعے مشرق تک رسائی حاصل کی اور شرق شناسی کے لیے وسیع علمی مواد فراہم کیا۔[17]

اسی طرح رینان نے مشرق کو جدید علوم، خصوصاً لسانیات، سے مربوط کیا۔ سعید کے مطابق:

"رینان کا کارنامہ تھا کہ اس نے مشرق کو جدید ترین شعبہ ہائے علوم سے مربوط کر دیا جن میں لسانیات اہم شعبہ تھا۔"[18]

مغرب کا استعماری ذہن

ایڈورڈ سعید کے مطابق مغرب نے مشرق کے متعلق جو علمی سرمایہ تیار کیا، وہ خالص علمی تحقیق نہیں تھی بلکہ اس کے پس پردہ سیاسی اور سامراجی مقاصد کار فرما تھے۔ یورپی طاقتیں جب ایشیا اور افریقہ پر قبضہ کر رہی تھیں تو انہیں ایسے علمی جواز کی ضرورت تھی جو ان کے استعمار کو "مہذب مشن" کے طور پر پیش کر سکے۔ چنانچہ مستشرقین، سیاحوں، مورخین اور ادیبوں نے مشرق کی ایسی تصویر پیش کی جو مغربی اقتدار کو جائز ثابت کرتی تھی۔

سعید کے مطابق طاقت اور علم کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ مغرب نے مشرق کے متعلق علم پیدا کیا اور اسی علم کے ذریعے اس پر غلبہ حاصل کیا۔

اسلام اور مسلمانوں کی تصویر کشی

ایڈورڈ سعید نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ مغربی مفکرین اور میڈیا نے اسلام کو شدت پسندی، تشدد اور پسماندگی کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا۔ ان کے مطابق مغربی دنیا نے اسلامی تہذیب کی حقیقی روح کو سمجھنے کے بجائے تعصبانہ رویہ اختیار کیا۔ مسلمانوں کو "خطرہ" اور "دوسرا" بنا کر پیش کیا گیا تاکہ مغربی عوام کے ذہن میں اسلام کے خلاف خوف پیدا ہو۔

یہی وجہ ہے کہ استعمار کے خاتمے کے باوجود مشرقی اقوام آج بھی فکری غلامی کا شکار ہیں۔ اگرچہ سیاسی آزادی حاصل ہو چکی، لیکن ذہنی اور تہذیبی طور پر مغرب کی بالادستی اب بھی قائم ہے۔

15 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص105

16 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص105

17 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص140

18 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص146

فلسطین اور ایڈورڈ سعید

ایڈورڈ سعید صرف ایک ادبی نقاد نہیں تھے بلکہ فلسطینی قوم کے حقوق کے بڑے ترجمان بھی تھے۔ انہوں نے فلسطین کے مسئلے کو عالمی سطح پر اجاگر کیا اور اسرائیلی استعمار کے خلاف بھرپور آواز بلند کی۔ ان کی تحریروں میں فلسطینی عوام کے درد، جلاوطنی اور بے وطنی کا احساس نمایاں طور پر موجود ہے۔

انہوں نے مغرب کی دوہری پالیسیوں پر تنقید کرتے ہوئے واضح کیا کہ انسانی حقوق کے دعوے صرف طاقتور اقوام تک محدود ہیں جبکہ فلسطینی عوام کے بنیادی حقوق مسلسل پامال کیے جاتے رہے۔

اورینٹلزم کی علمی اہمیت

Orientalism کو مابعد نوآبادیاتی تنقید (Postcolonial Criticism) کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔ اس کتاب نے ادب، تاریخ، سیاسیات، ثقافت اور سماجی علوم میں نئے مباحث کو جنم دیا۔ اس کے بعد دنیا بھر میں مغربی علمی روایت کا تنقیدی جائزہ لیا جانے لگا۔

اس کتاب کی سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ اس نے مغربی علمی غیر جانبداری کے دعوے کو چیلنج کیا۔ سعید نے واضح کیا کہ علم کبھی مکمل طور پر غیر جانبدار نہیں ہوتا بلکہ اکثر طاقتور طبقات کے مفادات کا محافظ بن جاتا ہے۔

ایڈورڈ سعید پر تنقید

اگرچہ ایڈورڈ سعید کی کتاب کو بے حد پذیرائی ملی، تاہم بعض ناقدین نے ان پر تنقید بھی کی۔ کچھ مغربی مستشرقین کے مطابق سعید نے تمام مغربی مفکرین کو ایک ہی زاویے سے دیکھا اور ان کی علمی خدمات کو نظر انداز کیا۔ بعض ناقدین کے مطابق انہوں نے مشرق و مغرب کے تعلقات کو حد سے زیادہ سیاسی بنا دیا۔

اس کے باوجود یہ حقیقت مسلم ہے کہ اورینٹلزم نے فکری دنیا میں ایک نئی بحث کا آغاز کیا اور استعماری ذہنیت کو سمجھنے کے لیے بنیادی متن کی حیثیت اختیار کر لی۔

عصرِ حاضر میں اورینٹلزم

آج کے دور میں بھی اورینٹلزم مختلف شکلوں میں موجود ہے۔ مغربی میڈیا، فلموں، سیاسی بیانیوں اور حتیٰ کہ مصنوعی ذہانت (AI) کے نظاموں میں بھی مشرق کو اکثر دقیانوسی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق AI ماڈلز بھی بعض اوقات مغربی مرکزیت اور ثقافتی تعصب کو فروغ دیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایڈورڈ سعید کے نظریات آج بھی انتہائی اہم اور قابلِ اطلاق ہیں۔

ایڈورڈ سعید نے لسانیات کی ایک ایسی تجربہ گاہ کا ذکر کیا ہے جہاں سے ایسے بیانات جاری کیے جاتے تھے جن کا مقصد مشرق کی نئی تعبیر پیش کرنا تھا۔ وہ سوال اٹھاتے ہیں:

"کیا اس آزادی نے شرق شناسی اور اس کے مسلمہ انسانی مواد کے درمیان ایک پیچیدہ تعلق قائم کیا یا نہیں؟[19]"

اسی سوال کے جواب کی تلاش میں سعید "مشرق میں قیام اور علمیت" کے مباحث کی طرف بڑھتے ہیں۔ مختلف مفکرین اور نظریہ ساز شخصیات کا تجزیہ کرتے ہوئے وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ شرق شناسی نے مشرق کے بارے میں علم کو مغرب کے تابع بنا دیا اور اسے اس انداز سے مرتب کیا گیا کہ مغرب مشرق کے بارے میں کسی مقامی ترجمان کا محتاج نہ رہے۔

زائرین، سفرنامے اور مشرق کی تشکیل

"زائرین اور زیارتیں" کے عنوان کے تحت ایڈورڈ سعید نے ان یورپی سیاحوں، مہم جوؤں اور زائرین کی ذہنیت اور مقاصد کو واضح کیا ہے جو مشرق کی طرف سفر کرتے تھے۔ ان کے مطابق ہر زائر دنیا کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اسی زاویۂ نگاہ سے دوسروں کو دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔

19 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص165

سعید لکھتے ہیں:

"ہر زائر چیزوں کو اپنے طریقے سے دیکھتا ہے۔[20]

ان زائرین کی تحریریں دراصل مشرق کی ایک مخصوص تصویر تشکیل دیتی تھیں۔ زیادہ تر یورپی زائرین مشرق کو عجیب و غریب، پراسرار اور غیر معمولی دنیا کے طور پر پیش کرتے تھے۔ ان کی تصانیف ہی وہ ذریعہ بنیں جن کے ذریعے مغرب میں مشرق کی شناخت قائم ہوئی۔

سعید کے مطابق:

"تمام زائرین کو بائبل کی سرزمینوں سے گزر کر جانا ہوتا تھا… مقصد یا تو ان زمینوں کو آزاد کرانا ہوتا تھا یا انہیں دوبارہ زندہ کرنا۔"[21]

گویا مشرق کے متعلق جو کچھ دنیا کے سامنے آیا، وہ پہلے سے طے شدہ تصورات کے تحت پیش کیا گیا۔

شرق شناسی: ایک علمی روایت

ایڈورڈ سعید کے نزدیک شرق شناسی کوئی مثبت یا غیر جانبدار علمی نظریہ نہیں بلکہ ایک مؤثر علمی روایت ہے۔ اس کی بنیاد یورپی سیاحوں، ناول نگاروں، مورخین، فوجیوں، تاجروں اور مہم جوؤں کے مشاہدات پر رکھی گئی۔ وہ لکھتے ہیں:

"شرق شناسی ترجمانی کا ایک مکتبِ فکر ہے، جس کا مواد مشرقی تہذیبیں، تواریخ اور علاقے ہیں… اس علم کو ہمیشہ سے یہ حقیقت متاثر کرتی رہی ہے کہ اس سے استخراج شدہ صداقتیں زبان کے اندر ہی تشکیل پاتی ہیں۔"[22]

اسی بنیاد پر سعید یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ شرق شناسی میں پیش کیا گیا "مشرق" دراصل مغربی شعور کی تخلیق ہے، نہ کہ حقیقی مشرق۔

برطانوی و فرانسیسی شرق شناسی

ایڈورڈ سعید کے مطابق جدید برطانوی اور فرانسیسی شرق شناسی میں بنیادی فرق اندازِ کار، مشرق و مغرب کے امتیازی شعور اور مشرق پر مغرب کی بالادستی کے جواز میں پایا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک دونوں صورتوں میں مشرق کو "مشرق" ہی رکھا گیا، یعنی ایک ایسا خطہ جو ہمیشہ مغرب کی تشریح اور نگرانی کا محتاج رہے۔

وہ لکھتے ہیں:

"دونوں صورتوں میں، جیسا کہ سابقہ دور میں تھا، مشرق مشرقی ہے… اور یہی فرق وہ وجہ ہے جس کے ذریعے شرق شناس مشرق کی بنیادی مشرقیت کو واضح کرتا ہے۔"[23]

اسلامی شرق شناسی اور تمدنی بحران

ایڈورڈ سعید نے اسلامی شرق شناسی کا بھی تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے خاص طور پر میسنیون، آرباخ اور گیب جیسے مستشرقین کی تحریروں کا تجزیہ کیا۔ ان کے مطابق اکثر مستشرقین نے اسلام کے ساتھ تعصب آمیز رویہ اختیار کیا جس کے نتیجے میں اسلام اور یورپ کے درمیان فاصلے بڑھتے گئے۔ سعید کے مطابق مغربی علمی روایت میں اسلام کو ایک پسماندہ اور ترقی مخالف تہذیب کے طور پر پیش کیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں:

"اسلام طریقِ کار اور نظریاتی لحاظ سے پسماندہ قرار دیا گیا اور دنیا کی ترقی کے مقابلے میں اسے مزاحم قوت کے طور پر پیش کیا گیا۔"[24]

---

20 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص184

21 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص217

22 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص221

23 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص280

24 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص286

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

اسی بیانیے نے مغرب کی نظر میں مشرق اور اسلام کو ایک کمتر حقیقت بنا دیا۔

امریکہ، عرب دنیا اور جدید استعمار

جدید دور میں نو آبادیاتی نظام نے نئی شکل اختیار کر لی۔ طاقت اور بالادستی فرانس اور برطانیہ سے منتقل ہو کر امریکہ کے ہاتھ میں آگئی۔ ایڈورڈ سعید نے بڑی باریک بینی سے واضح کیا کہ امریکی ذرائع ابلاغ اور سیاسی نظام نے عربوں اور مسلمانوں کو کس طرح منفی انداز میں پیش کیا۔

خصوصاً 1973ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد عربوں کو "یہودی دشمن"، "تشدد پسند" اور "تیل کے ذریعے دنیا کو بلیک میل کرنے والی قوم" کے طور پر دکھایا گیا۔ عربوں کے تیل کے ذخائر تک کو ان کے "اخلاقی فقدان" سے جوڑ دیا گیا۔

سعید نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا:

"نئے سماجی علوم کے نقطۂ نظر سے مشرق پر توجہ کا حیران کن پہلو یہ ہے کہ اس میں ادب کے لیے سرے سے کوئی جگہ نہیں رکھی گئی تھی۔"[25]

ان کے مطابق امریکہ کا مقصد حقیقتِ حیات کی تفہیم نہیں بلکہ اعداد و شمار اور سیاسی مفادات کا حصول تھا۔

اورینٹلزم کی عالمی پذیرائی

ایڈورڈ سعید کی کتاب *Orientalism* کی اشاعت کے بعد علمی دنیا میں ایک زبردست بحث کا آغاز ہوا۔ اس کتاب کے حق اور مخالفت میں شدید ردِ عمل سامنے آیا۔ خود سعید کے لیے بھی اس قدر پذیرائی باعثِ حیرت تھی۔

یہ کتاب جلد ہی دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئی جن میں جاپانی، جرمن، پرتگالی، اطالوی، ترکی، سویڈش اور دیگر زبانیں شامل ہیں۔ شرق شناسی کے رائج تصور میں بنیادی تبدیلی واقع ہوئی۔ سعید لکھتے ہیں:

"مشرق شناسی کا لفظ بہت لمبے عرصے تک ایک پیشہ ورانہ اختصاص کے نام تک محدود رہا ہے... میری کتاب کا ناخوشگوار اثر یہ ہوا کہ مشرق شناسی کا بطور ایک غیر جانبدار اصطلاح کے استعمال تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔"[26]

فکری و تہذیبی اثرات

شرق شناسی نے دنیا کی سیاست، ادب، سماج اور تہذیب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس نے مشرقی اقوام کو یہ شعور دیا کہ وہ خود کو مغربی زاویۂ نگاہ سے دیکھنے کے بجائے اپنی اصل شناخت کے تناظر میں سمجھیں۔ خالد جاوید کے مطابق:

"شرق شناسی نے مشرق کو خود اپنی نظر سے دیکھنے اور سمجھنے کا وسیع شعور بخشا۔"[27]

اسی طرح ہربنس مکھیا لکھتے ہیں:

"ایڈورڈ سعید نے مغرب اور مشرق کے اس ضابطے پر کاری ضرب لگائی جس کے تحت مغرب کو ہمیشہ ترقی یافتہ اور مشرق کو جامد تہذیب کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔"[28]

خلاصہ بحث و نتائج

ایڈورڈ سعید کی کتاب *Orientalism* محض ایک ادبی یا علمی تصنیف نہیں بلکہ ایک فکری انقلاب ہے۔ اس کتاب نے مغرب کے استعماری ذہن، علمی بالادستی اور تہذیبی تعصب کو بے نقاب کیا۔ سعید نے واضح کیا کہ مشرق کے متعلق مغربی بیانیہ حقیقت پر نہیں بلکہ طاقت، مفاد اور سیاسی غلبے پر

25 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص 321

26 سعید، ایڈورڈ، اورینٹلزم، ص 383

27 خالد جاوید، "جلاوطن کا سفر"، مشمولہ: اردو ادب سہ ماہی، شمارہ 223، 2003ء، ص 54

28 ہربنس مکھیا، "ایڈورڈ سعید: فلسفی، موسیقار، مجاہد"، مترجم: اسلم پرویز، اردو ادب سہ ماہی، شمارہ 223، 2003ء، ص 79

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES

ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

قائم ہے۔ یہ کتاب آج بھی مشرقی اقوام کے لیے فکری بیداری کا ذریعہ ہے۔ خصوصاً مسلم دنیا کے لیے اس میں یہ پیغام موجود ہے کہ وہ اپنی تہذیب، ثقافت اور علمی روایت کو مغربی عینک سے دیکھنے کے بجائے اپنی اصل شناخت اور فکری آزادی کو پہچانیں۔ ایڈورڈ سعید نے اپنی علمی جدوجہد کے ذریعے نہ صرف فلسطینی عوام کی آواز بلند کی بلکہ پوری مشرقی دنیا کو یہ احساس دلایا کہ فکری آزادی کے بغیر حقیقی آزادی ممکن نہیں۔